Educational Philosophy of Iqbal

اقبال کا نظریہ تعلیم

Muhammad Kaleem*[1]
PhD Scholar, Department of Urdu, MY University, Islamabad
Dr. Muhammad Qamar Iqbal *2
Assistant Professor, Department of Urdu , Ebadat University, Islamabad

محمد کلیم☆1
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد
☆2**ڈاکٹر محمد قمر اقبال**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، عبادت یونیورسٹی، اسلام آباد

Correspondance: qamarffcb@yahoo.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 20-04-2026
Accepted:23-06-2026
Online:28-06-2026

Copyright:© 2026 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Allama Muhammad Iqbal was a great lover of knowledge and education. In his poetry, he openly expressed his philosophy of education. Since Iqbal went to Europe for higher studies, he observed that Europe had become deeply immersed in moral and spiritual decline. He believed that the modern Western system of education had also pushed the world toward misguidance. Therefore, he openly criticized this system.He observed that co-education in educational institutions had led to the spread of immorality and way wardness. However, he was not entirely satisfied with religious institutions either. He believed that religious schools should also incorporate modern scientific knowledge and educational activities.Iqbal held the so-called Sufis and clerics of his time responsible for failing to provide proper religious education, as they were teaching superstitious and unproductive practices instead of true Islamic teachings. He strongly urged the Muslim Ummah to follow and practice the teachings of Islam in their lives.

KEYWORDS:Philosophy, Education, Criticized, System, Religious, Institutions, Activities.

اقبال ایک علم دوست انسان تھے۔ انھوں نے اپنے کلام میں بھی عصرِ حاضر کے تعلیمی نظام کو پیش کرتے ہوئے دنیا کی تعلیمی صورتِ حال کو پیش کیا۔ انھوں نے اپنے عہد کے اعلیٰ ترین اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ ان کا بلند ترین مقصد اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنی قوم کی خدمت کرنا تھا۔ پروفیسر آرنلڈ جیسے استاد نے اقبال کی صلاحیتوں کو ابھارا اس کے ساتھ ساتھ خود اقبال کی جستجو نے انھیں شاعری میں عظیم تصورات پیش کرنے کا موقع دیا۔ یورپ میں رہتے ہوئے وہ اسلام کے اور زیادہ قریب ہو گئے۔ انھوں نے مغربی معاشرے کا بغور مشاہدہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ نظام قوموں کی بربادی کا سبب ہے۔ انھوں نے وہاں رہتے ہوئے اپنے آپ کو اس نظام سے بچا کر اپنے مقصد کی طرف توجہ دی۔ انھوں نے مغربی تعلیمی نظام اور تہذیب و تمدن کو دنیا کے لیے تباہی قرار دیا۔ انھوں نے اسلامی اور مغربی تہذیب کا موازنہ کرتے ہوئے انسانیت کی کامیابی اسلامی نظریۂحیات میں خیال کی۔ اقبال "تجدیدِ فکریات اسلام" میں کہتے ہیں۔

> "مسلم ثقافت کی روح کے بارے میں پہلی اہم خبر جو غور طلب ہے وہ علم کے حصول کے مقصد میں ٹھوس اور متناہی توجہ مرکوز رکھنا ہے یہ بھی واضح ہے کہ اسلام میں مشاہدے اور تجربے کے طریقے کار کی آفرینش یونانی فکر سے موافقت کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس سے مسلسل عقلی جنگ کا حاصل تھا"۔(۱)

اقبال یورپی تعلیم کے سخت خلاف تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ تعلیم کا مقصد انسان کی تربیت ہوتا ہے لیکن یورپی نظامِ تعلیم انسان کو انسانیت سے گرا کر حیوان بنا رہا ہے۔ وہاں پر افراد کو انسانیت سے محبت کی بجائے نفرت سکھائی جاتی ہے۔ لوگوں کی عزت اور آبرو کی حفاظت کی بجائے عزت و آبرو کو تار تار کیا جاتا ہے۔ اقبال ایسے نظامِ تعلیم پر غمزدہ ہوئے۔ انھوں نے دیکھا کہ آج اہلِ مشرق بھی مغربی نظامِ تعلیم کی طرف رخ اختیار کر رہے ہیں۔ مسلمان نہ صرف دین سے دور ہو رہے ہیں بلکہ دین سے بیزار نظر آتے ہیں۔ آج کے مسلمان نے یورپ کی رنگینی کو اپنی کامیابی سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ مصنوعی رنگینیاں انسان کو گمراہ کرنے کے لیے ہیں لیکن سادہ دل لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں۔ وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر امت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصل کامیابی اسلامی تعلیمات ہی میں پوشیدہ ہے۔

اقبال نے دورِ حاضر کے تعلیمی اداروں پر سخت تنقید کی جہاں پر بے حیائی عام ہو چکی ہے۔ ان کے خیال میں بے حجابی کا ایسا زمانہ آ چکا ہے کہ بظاہر تعلیمی اداروں میں افراد تعلیم کے غرض سے جاتے ہیں لیکن آج صرف سیر و تفریح، میل جول، فحاشی، بے حیائی اور بے راہ روی کی غرض سے جاتے ہیں۔ مرد و زن آپس کے میل ملاپ سے خوش دکھائی دیتے ہیں اور جو

اصل مقصد ہے وہ ناپید ہو چکا ہے۔ اقبال نے اسے مغربی روش قرار دیا ہے جس کے اپنانے سے افراد کی تعلیم اور تربیت کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ اقبال اپنی نظم "ظریفانہ" میں اس صورتِ حال کی اس طرح تصویر کشی کرتے ہیں:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ (۲)

اقبال سمجھتے ہیں کہ آج اہلِ مشرق کا زاویۂ نگاہ غلط ہو چکا ہے۔ انھوں نے مغربی روش اختیار کر لی ہے۔ اپنے اسلاف کے سبق کو بھلا دیا ہے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کے علم پر دنیا نازاں ہوا کرتی تھی لیکن آج کا مسلمان اپنی حقیقت کو بھول چکا ہے۔ آج کفر و الحاد نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ وہ تعلیم جو کبھی کردار کو سنوارا کرتی تھی آج کردار کو بگاڑ رہی ہے۔ اقبال امتِ مسلمہ کو شعور کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے علم کے ساتھ عمل کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق جو تعلیم انسان کو شعور نہ دے اس تعلیم کا کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ اقبال خودی کا درس دیتے ہوئے اہلِ دنیا کو اپنی پہچان کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ خودی تعلیم و تربیت ہی سے ممکن ہے لیکن آج کی تعلیم نے انسان کو خودی سے بیگانہ کر دیا ہے۔ اہلِ اسلام کو آج اہلِ کلیسائی نظام کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ یہ ایک سازش ہے جو کہ اہلِ اسلام کے خلاف تیار کی گئی ہے۔ اسی حوالے سے اقبال اپنی نظم "دین و تعلیم" میں کہتے ہیں:

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف (۳)

بات جب تعلیم کی ہوتی ہے تو اقبال دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ وہ آج کی مذہبی تعلیم سے بھی مطمئن نظر نہیں آتے۔ ان کے خیال میں زمانے کے تقاضوں کے ساتھ تعلیم کو ہم آہنگ کرنا بہت ضروری ہے لیکن دینی ادارے پرانی روایت کو لیے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے عملی تعلیم کو بھی بہت ضروری قرار دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دینی اداروں میں بھی جدید سائنسی سہولیات میسر ہونی چاہییں تاکہ طلبا دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد معاشرے میں اجنبیت محسوس نہ کریں اور معاشرے میں اپنا مقام پیدا کر لیں۔ اسی حوالے سے اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا ، لا الٰہ الا اللہ (۴)

اقبال نے اپنے کلام میں نام نہاد صوفی و ملا کو تنقید کا نشانہ بنایا جو افراد کو دین سکھانے کی بجائے بے دینی کی طرف لے جارہے ہیں یہی وجہ ہے کہ امت بکھر کر رہ گئی ہے اور مغرب کی غلام ہو چکی ہے۔ ان کے خیال میں آج ادارے اپنا فرض ادا نہیں کر رہے بلکہ تعلیم کی آڑ میں دکانیں سجائی جارہی ہیں اور غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے ان کا نظام تعلیم لایا جارہا ہے ۔اس حوالے سے محمد احمد خان "اقبال اور مسئلہ تعلیم" میں بیان کرتے ہیں۔

"اقبال کے نقطۂ نظر سے جدید تعلیم یافتہ مسلمان اپنی خودی سے انکاری اور اپنے آقاؤں کی خودی کا اقراری بن گیا ہے۔ وہ اپنے آپ سے منکر اور مغربی آقاؤں کا مومن ہے"۔(۵)

اقبال خیال کرتے ہیں کہ آج جس تعلیم کے نعرے لگائے جارہے ہیں وہ صرف اور صرف مغربی تعلیم کے نعرے ہیں جس کے پیچھے عالمی سامراجی قوتیں ہیں جو کہ اہلِ اسلام کو پھلتا پھولتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے۔ جو چاہتے ہیں کہ مسلمان بے دینی کا شکار ہو جائیں حالانکہ ایک دور تھا کہ مسلمانوں کے علوم و فنون کا مغرب میں طوطی بولتا تھا لیکن آج مسلمان اس تعلیم کے لیے دوسروں کے محتاج ہو چکے ہیں اور مغرب سے تعلیم حاصل کرنے کی بجائے بے دینی سیکھتے ہیں۔ آج ہمارے دینی ادارے جدید سائنسی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ اقبال نے محسوس کیا کہ آج تعلیم اور تعلیمی ادارے مادیت پرستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ مغربی نظامِ تعلیم نے اہلِ مشرق کو اس نہج تک پہنچا دیا ہے کہ افراد مال و دولت اکٹھا کرنے کے لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قوموں کا عروج و زوال تعلیم ہی کی وجہ سے ہے یہی وجہ ہے کہ جن قوموں نے اپنے اخلاقی تربیت حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کیا وہ بلند و بالا مقام پر پہنچے اور جنھوں نے اسے مادیت پرستی اور لادینیت پھیلانے کے لیے استعمال کیا وہ تباہ ہو گئے۔ اسی حوالے سے جگن ناتھ آزاد "فکر اقبال کے بعض اہم پہلو" میں کہتے ہیں۔

"علامہ اقبال بے شک علم پر کافی زور دیتے ہیں لیکن وہ علم برائے علم کے ہرگز قائل ہیں بلکہ علم عمل کے لیے ایک آلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم سوچنے کے لیے زندہ نہیں رہتے بلکہ زندہ رہنے کے لیے سوچتے ہیں المختصر اقبال کے نزدیک سائنسی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی اشد ضروری ہے"۔(۶)

اقبال کے خیال میں تعلیم کا مقصد اخلاق و کردار کو سنوارنا، اپنی ذات کی پہچان کرنا، ہدایت حاصل کرنا اور دنیا میں مثبت تبدیلیاں لانا ہے لیکن جدید تعلیمی نظریات نے انسان کو ان خصوصیات سے دور کر دیا ہے اور معاشی مسائل میں الجھا دیا ہے۔ انسان کا جو اصل مقصد تھا اسے پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ دنیاوی لالچ نے انسان کو گمراہ کر دیا ہے گویا یہ نظام اقبال کی نظر میں ایک ملک الموت کی صورت ہے جس نے انسان کے اخلاق و کردار کو چھین کر فکرِ معاش میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسی حوالے سے اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش(۷)

اقبال امتِ مسلمہ کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ جدید مغربی نظامِ تعلیم انسان کو مادیت کی طرف دھکیل رہا ہے لہٰذا اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ انھوں نے اسلامی نظامِ تعلیم کو اپنانے پر زور دیا۔ انھوں نے اس حقیقت کو عیاں کیا کہ جن قوموں نے اسلامی تعلیمات کو اپنایا تو دنیا کی ترقی یافتہ قومیں بن گئیں لیکن جو اسلام سے دور ہوئے تو فرنگی سازشوں نے لپیٹ لے لیا۔ وہ جدید نظامِ تعلیم کے اس لیے خلاف ہیں کہ اس نظام نے انسان کو گمراہی میں دھکیلا ہے۔ انھوں نے اس نظام کو فرنگی نظام قرار دیا ہے جس میں انسان کو تعلیم کی بجائے لادینیت سکھائی جاتی ہے اس لیے انھوں نے اس نظام سے بچ کر اسلامی نظریۂ تعلیم پیش کیا اور امت کے امراض کی دوا اسی میں تلاش کی۔ انھوں نے مشاہدہ کیا کہ مغرب پر اسلامی تعلیمات کے اثرات نمایاں ہیں۔ اہلِ مغرب نے اسلامی تعلیمات کو سمجھا، پرکھا اور اس پر عمل بھی کیا لیکن جوں جوں ترقی ہوتی گئی اہلِ یورپ گمراہی کا شکار ہوگئے اور آخر صورتِ حال یہ ہے کہ یورپ کا تعلیمی نظام مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اقبال "تجدیدِ فکریاتِ اسلام" میں کہتے ہیں:

> "اگرچہ مغربی ترقی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس پر اسلام کے فیصلہ کن اثرات نمایاں نہ ہوں۔ اس کی توانائی کے اصل الاصول یعنی طبع سائنس اور سائنسی اصول کے میدان میں جتنا واضح اور مہتمم بالشان اثر ہے ویسا کہیں اور نظر نہیں آتا"۔(۸)

اقبال کی نظر میں تعلیم انسان میں مثبت تبدیلیاں پیدا کرتی ہے لیکن جیسے جیسے دنیا ترقی کر رہی ہے ویسے ویسے تعلیمی نظام تنزلی کا شکار ہو رہا ہے۔ انھوں نے دیکھا کہ جب تک مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنائے رکھا تو پوری دنیا میں ان کی شان و شوکت قائم تھی لیکن جونہی انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر مغرب کی پیروی شروع کر دی اور ظاہری چمک دمک سے متاثر ہونے لگے تو در در کی ٹھوکریں ان کا مقدر بن گئیں۔ اقبال خیال کرتے ہیں کہ آج کا مسلمان ذوق و شوق سے مغربی

تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہیں اور لادینیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ انھیں معلوم ہی نہیں کہ جس تعلیم کو وہ اعلیٰ تعلیم سمجھ رہے ہیں درحقیقت یہی تعلیم ان کو آخرت سے بیگانہ کر رہی ہے۔ اقبال اپنی نظم "تعلیم اور اس کے نتائج" میں کہتے ہیں:

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ (۹)

اقبال نے بظاہر یورپ سے تعلیم حاصل کی لیکن انھوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنائے رکھا بلکہ یورپ کی گمراہی کو دیکھ کر ان کا دل کڑھتا رہا لیکن ان کا ایمان اور تازہ ہوا کہ اصل کامیابی صرف اور صرف دین اسلام ہی میں ہے یہی وجہ ہے کہ وہیں سے انھوں نے عظیم تصورات پیش کیے جن کی بدولت دنیا کو بیدار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انھوں نے مغربی نظامِ تعلیم کی سخت مخالفت کی اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے ادارے اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں جو کہ انسان کو انسانیت سے دور کر رہے ہیں۔ انھوں نے اس بات پر بھی افسوس کیا کہ عصر حاضر کا مسلمان مغربی طرزِ تعلیم کو اختیار کر چکا ہے۔ آج کے مسلمان نے دین کو ایک قید سمجھ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ یورپ کی آزاد فضاؤں میں پرواز چڑھنا چاہتا ہے۔ وہاں کے آزادانہ ماحول میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مغربی نظام نے اسے اپنا غلام بنالیا ہے اسی لیے انھیں جس رخ پر موڑا جائے مڑ جاتے ہیں حالانکہ انھوں نے بھی مغرب سے تعلیم حاصل کی لیکن کے خیالات و نظریات اسلامی تھے۔ ڈاکٹر سلیم اختر "اقبال شناسی اور فنون" میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"علامہ اقبال کے خیالات اور نظریات ان کے طویل مطالعہ اور عمیق غور و خوض کا نتیجہ تھے۔ انھوں نے مشرقی اور مغربی علوم سے کافی استفادہ کیا تھا لیکن وہ جن نتائج تک پہنچے تھے ان کی اپنی کاوش کا صلہ تھے۔ ان کی روحِ رواں اسلامی تعلیمات تھیں"۔ (۱۰)

اقبال مسلمانوں کو عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں کہ جب مسلمان ہر لحاظ سے دنیا پر غالب رہے۔ انھوں نے اپنی قابلیت کے بل بوتے پر دنیا میں حکمرانی کی لیکن آج کے مسلمانوں نے وہ سنہری دور بھلا دیا ہے اور اپنے اسلاف کے عمل کے مخالف چل رہا ہے اسی وجہ سے دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں حالانکہ اہلِ مغرب نے جو آج ترقی حاصل کی ہے وہ اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھ کر ہی حاصل کی ہے یہ اور بات ہے کہ اہلِ مغرب گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی سوچ کا زاویہ دین اور دنیا کے حوالے سے یکسر بدل چکا ہے۔ ان کی نظر میں دنیا کی ترقی ہی سب کچھ ہے یہی

وجہ ہے کہ وہ مادیت پرستی میں اس قدر کھو چکے ہیں کہ اپنی نسلوں کو بھی اس مادیت پرستی کی تعلیم دلوانے کی فکر میں ہیں
جبکہ اقبال کی نظر میں دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر زندگی گزارنی چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اقبال، تجدید فکریاتِ اسلام، لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۰۲ء، ص:۱۶۰

۲۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۰۲ء، ص:۳۱۵

۳۔ ایضاً، ص:۵۹۹

۴۔ ایضاً، ص:۳۸۱

۵۔ محمد احمد خان، اقبال اور مسئلہ تعلیم، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:۷۰

۶۔ جگن ناتھ آزاد "فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو" شاہین بک سٹال اینڈ پبلشرز، سری نگر، ۱۹۸۲ء، ص:۱۶۹

۷۔ کلیاتِ اقبال، ص:۵۹۶

۸۔ محمد اقبال، علامہ، تجدید فکریاتِ اسلام، ص:۱۵۹

۹۔ کلیاتِ اقبال، ص:۲۳۸

۱۰۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اقبال شناسی اور فنون، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۸ء، ص:۱۳۰

References:

1. Muhammad Iqbal, Tajdeed-e-Fikriyat-e-Islam, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2002, P. 160
2. Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal Urdu, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2002, P. 315
3. Ibid., P. 599
4. Ibid., P. 381
5. Muhammad Ahmad Khan, Iqbal Aur Masla-e-Taleem, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 1978, P. 70
6. Jagan Nath Azad, Fikr-e-Iqbal Ke Baaz Aham Pehlu, Shaheen Book Stall and Publishers, Srinagar, 1982, P. 169
7. Kulliyat-e-Iqbal, P. 596
8. Muhammad Iqbal, Allama, Tajdeed-e-Fikriyat-e-Islam, P. 159
9. Kulliyat-e-Iqbal, P. 238
10. Saleem Akhtar, Doctor, Iqbal Shanasi Aur Funoon, Lahore: Bazm-e-Iqbal, 1988, P. 130